کون کون سی نماز کس نے سب سے پہلے پڑھی

سکندر نقوی نقشبندی

20-03-2022

پانچ نمازیں جو ہم پر فرض ہیں سب سے پہلے کس نبی (علیہ السلام) نے ادا کی تا کہ اندازہ ہو کہ یہ نمازیں کس قدر عظیم الشان ہیں اور کس قدر قابل ذکر ہیں۔

فجر کی نماز اس دنیا میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آنے سے پہلے جنت میں تھے اور ان کی بیوی حضرت حوا (علیہ السلام) بھی جنت میں ان کے ساتھ تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ان کو دنیا میں بھیجا تا کہ دنیا میں ان کی نسل چلے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

قُلْنَا اهْبِطُواْ مِنْهَا جَمِيعاً فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (38)وَالَّذِينَ كَفَرواْ وَكَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا أُولَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (39)

(سورۃ البقرہ: ۳۸ ۔۳۹)

ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اترو، پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جو لوگ انکار کریں گے اور ہماری نشانیوں کو جھٹلائیں گے وہی اہل دوزخ ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت دنیا میں رات تھی۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے تشریف لائے تھے جہاں اندھیرے کا نام ونشان نہیں تھا۔ وہاں تو چاند اور سورج کے بغیر ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی۔ کسی وقت بھی وہاں اندھیرا نہیں ہوتا تھا۔ جب ایسی روشن جگہ سے حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اور اس وقت یہاں رات تھی اور رات بھی وہ جس میں چاند بھی نہیں ہوتا ہے۔ ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو حضرت آدم علیہ السلام کو فکر لاحق ہوئی اور پریشان ہو گئے کہ اس اندھیرے میں زندگی کیسے گزارے گی۔ نہ کہیں آ سکتے ہیں اور نہ کہیں جا سکتے ہیں۔ کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ انبیاء کرام کے اندر فطری امور کو سمجھنے کی بھرپور صلاحیت ہوتی ہے۔ آپ اسی پریشانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔

رات کا ایک وقت مقرر ہے اس نے ختم ہونا ہوتا ہے پھر دن نکلتا ہے۔ اس لئے جب رات گزرنے لگی اور مشرق سے صبح صادق کی روشنی نمودار ہونے لگی تو حضرت آدم علیہ السلام کے جان میں جان آئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف روشنی پھیل گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے روشنی دیکھ کر شکرانے میں دو رکعت نماز ادا کی۔ ایک رکعت رات کی تاریکی کے ختم ہونے کے شکرانے میں اور دوسری رکعت دن کے روشن ہونے کے شکرانے میں سورج کے نکلنے سے پہلے ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ دو رکعتیں اس قدر پسند آئیں کہ شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی امت پر یہ دو رکعتیں فرض فرما دیں۔

ظہر کی نماز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی۔ ظہر کی چار رکعتیں سب سے پہلے اس دنیا میں حضرت ابراہیمؑ نے ادا فرمائیں تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کڑے امتحان میں جو اللہ تعالیٰ نے لیا تھا جس میں انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔

قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرَى فِيْ الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ
يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِن شَاء اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ (102)
فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ (103)وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيْمُ (104)
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِيْ الْمُحْسِنِيْنَ (105)
إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاء الْمُبِيْنُ (106)وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (107)

(سورۃ الصافات:۱۰۲۔۱۰۷)

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ اے میرے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے ابّا جان (والد گرامی) آپ کو جو حکم ملا ہے اسے پورا کیجئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) یقیناً تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا اور ہم نے اس کے بدلہ میں ایک بڑا ذبیحہ دے دیا۔

انبیاء کرام کے خواب سچے ہوتے ہیں وہ وحی کے حکم میں ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت جبرائیلؑ وحی لے کر آتے ہیں تو اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اور اگر خواب میں کوئی عمل کرتا ہوئے دیکھے تو اس پر بھی عمل کرنا وحی کی طرح ضروری ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ

حضرت ابراہیم ؑ کا اپنے بیٹے حضرت اسماعیل ؑ کو ذبح کرنا لازم ہو گیا تھا۔ اسی لئے پہلے انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل ؑ سے دریافت کیا۔ بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ وہ بھی حلیم و بردبار، فرمانبردار اور تابعدار تھے۔ انہوں نے فوراً کہا! اباجان! آپ کو جو حکم ملا ہے اسے پورا کر دیجئے، آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم ؑ مکہ مکرمہ سے رسی اور چھری اور حضرت اسماعیل ؑ کو لے کر چلے، منیٰ کے راستہ جہاں جمرۃ عقبہ پر کنکری ماری جاتی ہے، اس سے آگے منحر اسماعیل ؑ ہے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا کر ذبح کرنے کی کوشش کی تھی۔ حضرت ابراہیم ؑ حضرت اسماعیل ؑ کو لٹا کر ذبح کرنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ کو حضرت اسماعیل ؑ کا ذبح کرنا مقصود نہیں تھا اس لئے حضرت ابراہیم ؑ کوشش کی باوجود حضرت اسماعیل ؑ کو ذبح نہیں کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آواز دی:

اے ابراہیم! تم نے خواب سچا کر دکھایا۔ اور ایسے ہی ہم نیک لوگوں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل ؑ کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیجا اور اس مینڈھے کو حضرت ابراہیم ؑ نے اللہ کے نام پر ذبح کیا۔ یہ وہ کڑا امتحان تھا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام پورے اترے۔ جب وہ اس امتحان میں کامیابی کے ساتھ فارغ ہوئے تو انہوں نے شکرانے کے طور پر چار رکعت نماز ادا کی۔ یہ ظہر کا وقت تھا۔

ایک رکعت اس امتحان میں کامیاب ہونے کی، دوسری رکعت شکرانے کے طور پر اس بات کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کو آواز دے کر فرمایا تھا کہ تم نے خواب کو سچا کر دکھایا، جنت سے حضرت اسمٰئیل ؑ کی جگہ اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈھا بھیجا جس کو ذبح کر کے قربانی دی گئی اس کے شکرانے کے طور پر تیسری رکعت ادا کی، چوتھی رکعت اس بات کا شکرانہ ادا کرنے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا بیٹا عطا کیا تھا کہ اس سخت امتحان کی کامیابی میں ان کی کامیابی کا ذریعہ بن گیا۔ اگر ان کا بیٹا فرمانبردار نہ ہوتا تو وہ اس سخت امتحان میں کیسے کامیاب ہو سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم ؑ کی یہ چار رکعت شکرانہ اس قدر پسند آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی امت پر زوال کے بعد ظہر کی یہ چار رکعتیں فرض فرما دیں۔

عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے ادا کی۔ جب وہ مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے تو وہاں وہ چار تاریکیوں کے اندر تھے۔ ایک رات کی تاریکی، دوسری تاریکی بادل چھائے ہوئے تھے اور اندھیرا تھا، تیسری تاریکی پانی کے اندر کا اندھیرا، مچھلی پانی کے اندر تھی اور چوتھی تاریکی مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔ ان چار تاریکیوں میں جن سے بچ کر نکلنے کا ظاہراً کوئی امکان نہ تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پکارا!

فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (87)
فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ (88)

(سورۃ الانبیاء: ۸۷۔۸۸)

ترجمہ: آخر وہ اندھیروں میں پکار اٹھے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے
بے شک میں ہی قصوروار ہوں۔ سو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات دی
اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی سے پیٹ سے باہر نکالا اور ان کو اس اذیت سے نجات دی تو انہوں نے ان چار اندھیروں سے نجات پانے پر چار رکعت شکرانہ کی نماز ادا کی اس وقت عصر کا وقت تھا۔ یہ چار رکعتیں حضرت یونس ؑ نے عصر کے وقت دنیا میں سب سے پہلے ادا کیں۔ یہ چار رکعتیں اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب ﷺ کی امت پر یہ چار رکعتیں عصر کے وقت فرض فرما دیں۔

مغرب کی تین رکعت اس دنیا میں سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا کیں۔ حضرت داؤد ؑ سے ایک لغزش ہو گئی تھی۔ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی معصوم ہوتے ہیں اور نبوت کے بعد بھی۔ معصوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے نہ کوئی گناہ کبیرہ ہو سکتا ہے اور نہ کوئی گناہ صغیرہ۔ ہاں نامناسب بات ہو سکتی ہے جس کو لغزش یا اجتہادی خطا کہتے ہیں جو گناہ نہیں ہوتی۔ حضرت داؤد ؑ کو جب اپنی لغزش کا احساس ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کی۔ حالانکہ وہ گناہ نہیں تھا معصیت بھی نہیں تھی لیکن جن کے درجہ بلند ہوتے ہیں وہ معمولی باتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نادم ہو جاتے ہیں اور گڑ گڑا کر معافی اور مغفرت کے طلب گار رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت داؤد ؑ نے بھی اپنی لغزش پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا اور اس کی معافی کی درخواست کی جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر ان کو معاف فرما دیا۔

وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعاً وَأَنَابَ (24)
فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِکَ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَى وَحُسْنَ مَآبٍ (25)
(سورۃ ص: ۲۴۔۲۵)

اور داؤد (علیہ السلام) سمجھ گئے کہ ہم نے ان کی آزمائش کی ہے، سو انہوں نے اپنے
رب سے معافی مانگی اور سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔

جب حضرت داؤد علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف فرما دی ہے تو انہوں نے شکرانے کے طور پر چار رکعت نماز کی نیت باندھی، ابھی وہ تین رکعت پڑھنے پائے تھے کہ ان پر اس قدر رقت طاری ہو گئی اور روتے روتے اس قدر بے حال ہو گئے کہ ان سے چوتھی رکعت نہیں پڑھی گئی۔ انہوں نے تین رکعت پر ہی نماز ختم کر دی۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ تین رکعتیں اس قدر پسند آئیں کہ یہ تین رکعتیں امتِ مسلمہ پر مغرب کے وقت فرض کر دی گئیں۔

عشاء کی نماز سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ادا کی تھی۔ حضرت موسیٰؑ حضرت شعیبؑ کے ہاں دس سال رہنے کے بعد ان کی صاحبزادی سے نکاح کر کے ان کو ساتھ لے کر مدین سے مصر واپس روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ کو چار فکریں لاحق تھیں، چار پریشانیاں تھیں۔ ایک یہ کہ راستہ بہت لمبا تھا، ان کی اہلیہ محترمہ امید سے تھیں، ولادت کسی بھی وقت متوقع تھی۔ فکر تھی کہ اسی سفر کے دوران اگر ولادت ہوگئی تو اس کا کیا ہوگا۔ آپ معروف راستہ سے ہٹ کر چل رہے تھے۔ اگر دورانِ سفر کسی کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آئے تو بڑی فکر کی بات ہوتی ہے۔ اس زمانے کے سفر آج کل کے سفر کی طرح نہیں تھے، سفر میں بے شمار دشواریاں ہوتی تھیں۔ ان کو اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کی فکر تھی کہ وہ (حضرت موسیٰؑ کے) مصر سے آنے کے بعد کس حال میں ہوں گے۔ چوتھی فکر یہ تھی کہ میں مصر جا رہا ہوں وہاں فرعون ان کا جانی دشمن موجود ہے اور آپ کے ہاتھ سے ایک فرعونی کا نادانستہ طور پر قتل بھی ہوگیا تھا۔ اسی قتل کی وجہ سے وہ اپنی جان بچانے کے لئے مصر سے مدین چلے گئے تھے۔ فرعون آپ کو جان سے مارنے کے لئے آپ کو تلاش کر رہا تھا۔

آپؑ چلتے چلتے ایسی جگہ پہنچ گئے تھے کہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آگے کس طرف جائیں۔ رات کا وقت ہوگیا تھا۔ آپ نے چقماق (آگ جلانے کا ایک پتھر) سے آگ جلانے کی کوشش کی لیکن آگ نہ جل سکی اور روشنی بھی نہ ہوسکی۔ سردی کا موسم تھا اس لئے سردی بھی لگ رہی تھی۔ اسی دوران آپ کو کوہ طور پر ایک روشنی نظر آئی ایسا لگا کہ جیسے آگ جل رہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ صاحبہ سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جا کر دیکھتا ہوں اگر مجھے وہاں آگ مل گئی تو میں لے کر آتا ہوں۔ جب حضرت موسیٰؑ وہاں پہنچے تو انہیں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کہا کہ آپ اس مقدس وادی میں آ گئے ہیں اپنے جوتے اتار دیجئے۔ میں نے تمہیں پیغمبری کے لئے منتخب کرلیا ہے، لہٰذا تمہاری طرف جو وحی کی جا رہی ہے اس کو توجہ سے سنو۔

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّيْ آنَسْتُ نَاراً سَآتِيْكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيْكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ (7)فَلَمَّا جَاء هَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِيْ النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (8)يَا مُوسَى إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (9)

(سورۃ النمل: ۷۔۹)

جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ میں ابھی وہاں سے سے تمہارے پاس کوئی خبر اور کوئی سلگتا ہوا انگارا لاتا ہوں تاکہ تم سینکو۔ پھر جب موسیٰؑ اس کے پاس آئے تو آواز آئی کہ بابرکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہاں کا رب ہے۔ اے موسیٰؑ یہ میں ہوں **اللہ** زبردست نہایت حکمت والا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے!

فَلَمَّا قَضَى مُوسَىٰ الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَاراً قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّيْ آنَسْتُ نَاراً لَّعَلِّيْ آتِيْكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ (29)فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيْ مِن شَاطِئِ الْوَادِيْ الْأَيْمَنِ فِيْ الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَى إِنِّيْ أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ (30)

(سورۃ القصص:۲۹۔۳۰)

پھر جب موسیٰ ؑ نے اپنی مدت پوری کر لی اور اپنی گھر والی کو لے کر چلے تو کوہ طور کی طرف آگ دیکھی۔ موسیٰ ؑ نے گھر والی سے کہا تم ٹھہرو یقیناً میں نے ایک روشنی دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا آگ کا انگارہ لے آؤں تا کہ تم سینک لو۔ پھر جب وہ اس کے پاس آئے تو اس وادی کے دائیں جانب مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں ہی **اللہ** ہوں تمام جہانوں کا رب۔

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی سے حضرت موسیٰ ؑ کے چاروں غم ختم ہو گئے تو اسی وقت حضرت موسیٰ ؑ نے چار رکعت شکرانے کے ادا کئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چاروں غم دور کر کے بہت بڑی مشکل سے نجات عطا فرمائی تھی۔ یہ عشاء کا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ ؑ کے وہ چار رکعت شکرانے کے اس قدر پسند آئے کہ ان چار رکعت کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت پر عشاء کے وقت فرض قرار دے دئے گئے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ عشاء کی چار رکعتیں رسول اللہ ﷺ نے سب سے پڑھی تھیں۔

پچھلے انبیاء کرام نے جو نمازیں شکرانے کے طور پر ادا کی تھیں وہ قبولیت کے اتنے اونچے مقام پر تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے پسندیدہ امت پر وہ فرض کر دیں۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو جب بھی کوئی نعمت ملے تو شکرانے کے طور پر نماز ادا کرے۔ شکر ادا کرنے کا ادنیٰ درجہ تو یہ ہے کہ زبان سے الحمدللہ کہ دے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ شکرانے کے دو رکعت نفل ادا کر لے۔ شکرانے کے نفل پڑھنے کی عادت ڈال لینی چاہئیے۔ تمام انبیاء کرام کی زندگی میں شکرانے کی نماز ادا کرنے کے ثبوت ملتے ہیں اور جب حضور اکرم ﷺ نے بھی یہ نماز ادا کی ہے تو ہمارے لئے تو لازم ہو جاتی ہے۔

ہمیں جب بھی دنیاوی یا دینی نعمت ملے تو فوراً شکرانے کے طور پر دو رکعت نماز نفل پڑھ لینی چاہئیے۔ زبان سے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ الحمدللہ کہہ دے اور جسم سے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نفل نماز پڑھ لے۔ یہ پانچوں نمازیں انبیاء کرام کا صدقہ جاریہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ ہمیں بھی جو کام صدقہ جاریہ کے طور پر ہو رہا ہو اس میں حصہ لینا چاہئے تا کہ ہمارے مرنے کے بعد بھی ہمیں ثواب ملتا رہے۔ ایک صدقہ جاریہ یہ ہے کہ نمازوں کے پابند بنیں پھر اپنی اولادوں کا نماز کا پابند بنائیں اور وہ اپنی اولادوں کو اس کا پابند بنائیں۔ اس طرح یہ ہمارے لئے صدقہ جاریہ بن جائے گا۔ نیک اولاد بھی صدقہ جاریہ ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا عبدالرؤف سکھروی مدظلہ کے بیان سے ماخوذ)